التَّوضِیحُ

فی

حل غوامض التنقیح

والتَّلوِیحُ

الی

کشف الحقائق التنقیح

استاد محترم مولانا محمد سلیم مدنی

مرکزی جامعۃ المدینہ فیضان مدینہ فیصل آباد

عنصر رضا جامی

صاحب تنقیح وتوضیح

آپ کانام:

امام قاضی صدر الشریعۃ عبید اللہ بن مسعود المحبوبی البخاری الحنفی۔

آپ کی تصنیفات:

(1)نقایہ(2)شرح وقایہ(3) تلویح فی حل غوامض التوضیح(4)الوشاح(5)تعدیل العلوم آپ نے سب سے پہلے تنقیح الاصول لکھی پھر اس کی شرح توضیح لکھی۔

وفات:

آپ کی وفات 747ھ میں ہوئی۔

صاحب اصول بزدوی

آپ کانام:

فخر الاسلام ابوالعسر علی بن محمد بزدوی۔

تصنیفات:

مشہور ترین کتاب صول بزدوی ہے۔

وفات:

آپ کی وفات ۵رجب ۴۸۲ھ کو ہوئی۔

صاحب شرح تلویح

آپ کانام:

امام سعدالدین مسعود عمر تفتازانی شافعی ہے۔

تصنیفات:

(1)شرح عقائد(2)المطول(3)شرح تلویح علی التوضیح

آپ کی وفات:

آپ کی وفات ۷۹۲ھ میں ہوئی۔

سوال نمبر1: شرح تلویح اور توزیح نیز تنقیح کے مصنف کانام بتائے؟

جواب: شرح تلویح کے مصنف علامہ سعد الدین تفتازانی شافعی ہیں جبکہ توزیح اور تنقیح کے مصنف صدر الشریعہ عبید اللہ بن مسعود ہیں اور اصول بزدوی کے مصنف فخر الاسلام علامہ بزدوی رحمہم اللہ ہیں۔

خطبہ

حامداللہ تعالیٰ اولا وثانیا ولعنان الثناء الیہ ثانیا ،وعلی افضل رسلہ وآلہ مصلیا وفی حلبۃ الصلوات مجلیا و مصلیا ،

وبعد : فان العبد المتوسل الی اللہ تعالی باقوی الذریعۃ عبید اللہ بن تاج الشریعۃ سعد جدہ وانجح جدہ یقول :

ترجمہ:اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان نہایت رحمت والا ہے اس حال میں کہ پہلی اور دوسری مرتبہ اللہ کی حمد کرتے ہوئے اور دوسری مرتبہ ثناء کی لگاموں کو اس کی طرف پھیرتے ہوئے اور درود بھیجتے ہوئے رسولوں میں سے سب سے افضل رسول پر اور اس کی آل پر اور درودوں کے میدانوں میں سبقت لیتے ہوئے یا دوسرے نمبر پر آتے ہوئے ،

اور حمد وصلاۃ کے بعد بندہ ناچیز عبید اللہ بن تاج الشریعہ قوی ذریعے کے ساتھ اللہ کی بارگاہ میں وسیلہ پیش کرنے والا اس کا نصیب نیک ہو اور اس کی کوشش کامیاب ہو کہتا ہے :

لما وفقنی اللہ بتالیف ((تنقیح الاصول)) اردت ان اشرح مشکلاتہ وافتح مغلقاتہ معرضا عن شرح المواضح التی من یحلھا بغیر اطناب لایحل لہ النظر فی ذلک الکتاب ۔

ترجمہ: جب اللہ نے مجھے توفیق دی تنقیح الاصول کو لکھنے کی تو میں نے ارادہ کیا کہ اس کی مشکلات کی شرح کردوں اور اس کی پیچیدہ باتوں کو کھول دوں ان مقامات کی شرح سے اعراض کرتے جن کو کوئی شخص بغیر اطناب کے حل کرلے تو اس کے لئے اس کتاب میں نظر کرنا بھی جائز نہیں

واعلم انی لما سودت کتاب التنقیح وسارع بعض الاصحاب الی انتساخہ ومباحثتہ وانتشر النسخ فی بعض الاطراف ثم بعد ذلک وقع فیہ قلیل من التغییرات وشئ من المحو والاثبات ۔

ترجمہ: اور آپ جان لیجئے !

جب میں نے کتاب تنقیح کا مسودہ تیار کرلیا تو بعض اصحاب نے اس کو نقل کرنے اور اس کی بحثوں کی طرف جلدی کی اور اس کے نسخے بھی بعض اطراف میں پھیل چکے تھے پھر اس کے بعد اس کتاب میں کچھ تبدیلی بھی اور کچھ محو واثبات بھی واقع ہوا۔

فکتبت فی ھذا الشرح عبارۃ المتن علی النمط الذی تقرر عندی لتغیر النسخ المکتوبۃ قبل ذلک التغیر الی ھذا النمط

ترجمہ: پس میں نے اس شرح توضیح میں متن کی عبارت کو اس طریقے پر لکھا جو میرے نزدیک معتبر تھا تاکہ اس تبدیلی سے پہلے لکھے ہوئے نسخوں کو اس طریقے کی طرف پھیر دیا جائے (جس طریقے پر اب نسخہ لکھا ہے کیونکہ وہ تمام مواد اس میں ڈال دیا گیا ہے)۔

سوال نمبر2: مصنف نے جب تنقیح لکھی تو کس بات کا ارادہ کیا؟

جواب: مصنف نے اس کی مشکلات کی شرح کرنے اور اس کی پیچیدہ باتوں کو کھولنے کا ارادہ کیا۔

سوال نمبر3: مصنف نے کن چیزوں کی شرح کرنے سے اعراض کیا؟

جواب: مصنف نے ان مقامات کی شرح کرنے سے اعراض کیا جن کو کسی نے بغیر طوالت کے حل نہ کیا ہو تو اس کے لئے کتاب میں نظر کرنا جائز نہیں یعنی جن مقامات میں طوالت تھی ان کی شرح سے اعراض کرلیا۔

سوال نمبر4: جب مصنف نے کتاب تنقیح کا مسودہ تیار کرلیا تو کن مشکلات کا سامنا ہوا؟

جواب: جب مصنف نے تنقیح کیا مسودہ تیار کیا تو بعض لوگوں نے اس کی نقل اور بحث و مباحثہ کی طرف جلدی کی اور یہ بعض اطراف میں پھیل بھی چکی تھی طرح طرح کی تبدیلی اور کمی بیشی بھی ہو چکی تھی اسی وجہ سے نئے طریقے پر لکھنے کی حاجت پیش آئی تاکہ لوگ تبدیل شدہ نسخوں کو چھوڑ کر آپ کے نسخے کی طرف متوجہ ہوں۔

ثم لما تیسر اتمامه و فض بالاختتامه ختامه مشتملا علی تعریفات وحجج مؤسسة علی قواعد المعقول وتفریعات مرصصة بعد ضبط الاصول و ترتیب انیق لم یسبقنی علی مثله احد مع تدقیقات غامضة لم یبلغ واحد من فرسان هذا العلم الی هذا الامد۔

ترجمہ: پھر جب اس کو مکمل کرنا میرے لئے آسان ہوا اور اختتام پر اس کی مہر کو توڑا گیا جو مشتمل ہے تعریفات پر اور ایسے دلائل پر جو منقطی قواعد پر مشتمل ہیں اور ایسی تفریعات پر جن کو اصول کے ضبط ہونے کے بعد جوڑا گیا اور ایسی عمدہ ترتیب پر جس میں مجھ سے کوئی سبقت لے جانے والا نہیں اور ساتھ ساتھ یہ کتاب مشتمل ہے ایسی پوشیدہ باریکیوں پر جن کی انتہاء کو اس فن کے شاہ سوار نہیں پہنچ سکتے۔

سوال نمبر 5: توضیح کن کن خصوصیات پر مشتمل ہے؟

جواب: ویسے تو توضیح کئی خصوصیات پر مشتمل ہے جن میں کچھ یہ ہیں:

(1) تعریفات پر مشتمل ہے (2) ایسے دلائل پر جو منطقی قواعد پر مشتمل ہے (3) ایسی تفریعات پر جن کو اصول کے ضبط ہونے کے بعد جوڑا گیا

(4) اور ایسی عمدہ ترتیب پر جس میں مجھ سے کوئی سبقت لے جانے والا نہیں (5) یہ کتاب مشتمل ہے ایسی پوشیدہ باریکیوں پر جن کی انتہاء کو اس فن کے شاہ سوار نہیں پہنچ سکتے۔

وجعلته عراضة بل بضاعة مزجاة لحضرة من حق ان یوشح بذکرہ صدور الکتب والاسفار۔

ترجمہ: میں نے اس کتاب کو ھدیہ بلکہ انقص ذریعہ نجات بنایا اس کی بارگاہ میں جو اس بات کی مستحق ہے کہ اس کے ذکر سے کتابوں کے اول و آخر کو مزین کیا جائے۔

ویستغاث باسمه العالی فی الاحضار و الاسفار اعنی حضرة ملك ملوك الاسلام المشرف بالجهاد فی سبیل الله و زیارة بیته الحرام الذی تضعضع بصدمته مبانی الهرمان و اهتزبحسن شعائرہ المشاعر والحرمان وافع لواء الشریعة الغراء محی مراسم الحنفیة النقیة البیضاء ،غیاث الحق والدین شمس الاسلام والمسلمین المؤید بالاید المتین فی اعلاء کلمة الدین المبین ۔ اعزالله الاسلام والمسلمین بدوام دولته وبقائه و شد باوتاد الخلود اطناب عزته و اعلائه ۔ فهو الذی قام بتقویة الدین القویم فی زمان ضعفه وفتورہ۔

ترجمہ: سفر وحضر میں اسی کے بلند نام سے استغاثہ کیا جاتا ہے میری مراد جہاد فی سبیل اللہ اور اس کے بیت حرام کی زیارت سے مشرف ہونے والے شہنشاہ کی بارگاہ ہے جس سے ٹکرانے کی وجہ سے اہرام مصر کی بنیادیں تباہ و برباد ہو گئی اور جس کے حسن سے حج کے اشعار اور حرمین شریفین کھل اٹھے جو روشن شریعت کے عَلَم کو بلند کرنے والا، صاف و شفاف دین حنیف کے نشانات کو حیات بخشنے والا، حق اور دین کا غوث و

مددگار شمس الاسلام والمسلمین وہ جن کی کلمہ دین مبین کو بلند کرنے میں مدد کی گئی اللہ تعالیٰ اسلام اور مسلمانوں کو ان کی سلطنت اور ان کے وجود مسعود کو باقی رکھ کر عزت سے نوازے اور اس کی عزت وبلندی کی رسیوں کو ہمیشہ کی میخوں کے ساتھ باندھ دے وہی وہ ذات ہے جس نے ضعف وفتور کے زمانے میں بھی دین قویم کو تقویت سے دی۔

واستقل بکمالہ برفع قصور الشرع فی اوان قصورہ و اوقد بعد الخمود لاشتغال نور الحق نارا و اظہرہ بعد الانمحاء فی طریق الدین القویم سلما و منارا و اختصاصہ بھذہ الکرامات الدینیۃ اوحجبنی التوجہ الی جنابہ و تزیین دیباجۃ ھذا الکتاب بشرائف القابہ فانی بمعزل عن الالتفات الی ابناء الدنیا و مزخرفاتھم فضلا ان اذکر فی کتب الشریعۃ شیئا من اسمائم وصفاتھم۔

ترجمہ: وہ جو شریعت کے محلات کی پستی کے وقت انہیں بلند وبالا رکھنے میں اپنے کمال میں مستقل رہا اور نور حق کے جمود کے بعد اسے خوب روشن کرنے لئے آگ جلادی اور دین قویم کی راہوں میں مٹنے کے بعد سیڑی اور منارے کو ظاہر فرمایا اور ان کرامات دینیہ سے خاص ہونے کے سبب ان کی بارگاہ میں حاضر ہونا مجھ پر لازم ہوگیا اور اس کتاب کے دیباچہ کو اس کے القابات شریفیہ سے مزین کرنا مجھ پر لازم ہوگیا ورنہ تو میں دنیاداوروں کی طرف التفات کرنے سے ان کی رنگینوں سے الگ تھلگ ہوں چہ جائے کہ میں کتب شریعہ میں ان بدبختوں کے ناموں و صفات کو ذکر کروں۔

وسمیت ھذا الکتاب بالتوضیح فی حل غوامض التنقیح واللہ مسؤول ان یعصم عن الخطاء و الخلل کلامنا وعن السھو والزلل اقلامنا واقدامنا۔

ترجمہ: میں نے اس کتاب کا نام تضیح فی حل غوامض التنقیح رکھا ہے اور اللہ سے سائل ہوں کہ ہمارے کلام کو خطاء وخلل سے بچائے اور ہمارے اقلام کو سہو سے اور قدماء کو پھسلنے بچائے۔

سوال نمبر 6: مصنف نے تنقیح کی شرح کا کیا نام رکھا ہے؟

جواب: مصنف نے اس کا نام توضیح فی علم غوامض التنقیح رکھا۔

خطبہ تنقیح

بسم اللہ الرحمن الرحیم (الیہ یصعد الکلم الطیب) افتتح بالضمیر قبل الذکر لیدل علی حضورہ فی الذھن فان ذکر اللہ تعالیٰ کیف لایکون فی الذھن سیما عند افتتاح الکلام کقولہ تعالیٰ (وبالحق انزلنہ وبالحق نزل) قولہ تعالیٰ: انہ لقرءان کریم)وقولہ ((الطیب))((صفۃ لکلم))ان کان جمعا فکل جمع یفرق بینہ و بین واحدہ بالتاء یجوز فی وصفہ التذکیر والتانیث ،نحو(نخل خاویۃ)و(نخل منقعر)۔

ترجمہ: اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان نہایت رحمت والا ہے ’’اسی کی طرف بلند ہوتے ہیں پاکیزہ کلمات‘‘ ماتن علیہ الرحمہ نے خطبے کا افتتاح اس ضمیر سے کیا جس کا مرجع مذکور نہیں ہے تاکہ ضمیر کو پہلے لانا مرجع کے ذہن میں حاضر ہونے پر دلالت کرے کہ اللہ کا ذکر کیسے ذہن میں نہیں ہوگا خاص طور پر کلام کا افتتاح کرتے وقت جیسے کہ اللہ کا فرمان ہے ’’اور ہم نے اسے حق کے ساتھ نازل کیا اور یہ حق کے ساتھ ہی اترا‘‘ اور اللہ کا فرمان ’’بیشک یہ بڑی عظمت والا قرآن ہے‘‘ اور ماتن کا قول ’’الطیب‘‘ الکلم کی صفت ہے اور الکلم اگر جمع ہو تو ہر وہ جمع جس میں اس کے اور واحد کے مابین فرق کرنے کی لئے تاء لائی جائے اس کی مذکر و مؤنث دونوں طرح صفت لانا جائز ہوتا ہے جیسے (نخل خاوية) و (نخل منقعر)۔

سوال نمبر 7: ماتن نے اپنے خطبے کی ابتداء ضمیر کے ساتھ کس وجہ سے کی؟

جواب: ماتن نے اس لئے خطبے کی ابتداء ضمیر سے کی کہ اس کا مرجع ذہن میں موجود تھا تو جو شے ذہن میں موجود ہو اس کو حکمی طور پر مذکور ہی مانا جاتا ہے اور بات بھی کلام کے بارے میں ہو رہی ہو تو پھر کیسے نہ مرجع ذہنوں میں ہوگا اس پر دو دلیلیں ہیں:

(1) اللہ کا یہ فرمان: وبالحق انزلنه وبالحق نزل یہاں بھی ضمیر ذکر کی مرجع نہیں کہ مرجع ذہن میں موجود تھا اور وہ قرآن ہے۔

(2) انه لقرءان كريم اسی طرح یہاں بھی ھاء ضمیر کا مرجع قرآن ہے لیکن اس کا پہلے کہی ذکر نہیں کیا گیا لہذا جو ذہن میں موجود ہو وہ حکما مذکور ہوتی ہے۔

نوٹ: یاد رہے جب ضمیر کا مرجع تین چیزیں ہوں تو اضمار قبل الذکر لازم نہیں آتا:

(1) اللہ تعالیٰ (2) رسول اللہ ﷺ (3) قرآن

سوال نمبر 8: الطیب کس کی صفت واقع ہے؟

جواب: یہ الکلم کی صفت بن رہا ہے۔

اعتراض: الطیب کو الکلم کی صفت بنانا درست نہیں کیونکہ موصوف صفت میں مطابقت نہیں پائی جا رہی؟

جواب: اگر ہم الکلم کو جمع مانے تو اس کی واحد الکلمۃ آتی ہے اور قاعدہ ہے کہ ہر وہ جمع جس میں اس کے اور واحد کے مابین فرق کرنے کی لئے تاء لائی جائے اس کی مذکر و مؤنث دونوں طرح صفت لانا جائز ہوتا ہے جیسے (نخل خاوية) و (نخل منقعر) یہاں نخل جمع ہے جس کی واحد نخلة آتی ہے تو اس کی صفت پہلی مثال میں مؤنث لائی گئی جبکہ دوسری میں مذکر لائے تو ثابت ہوا الطیب کو الکلم صفت بنانا درست ہے۔

من محامد لاصولها من مشارع الشرع ماء ولفروعها من قبول نماء القبول الاول ريح الصبا على ان جعل اصول الشريعة ممهدة المبانى و فروعها رقيقة الحواشى اى لطيفة الاطراف والجوانب و دقيقة المعانى۔

ترجمہ: ایسی حمدیں جن کے اصول کے لئے شریعت کے تالابوں میں سے پانی ہے اور اس کی فروع کے لئے قبولیت کی بادِ صبا سے بڑھنا ہے پہلا قبول سے باد صباح مراد ہے، اور اس بناء پر تعریفات کہ اس نے اصول شرع کو مظبوط بنیاد والا بنایا اور اس کی فروع کو باریک اطراف و جوانب اور دقیق معانی والا بنایا۔

سوال نمبر 9: ماتن نے کس کس بناء پر اللہ کے لئے تعریفات کو ثابت کیا؟

جواب: ویسے تو ہر نعمت کے مقابلے میں اس کے لئے حمد ہے لیکن مصنف نے خاص طور پر اللہ کی حمد کی اس بناء پر کہ اس نے اصول شرع کو مظبوط بنیاد والا بنایا اور اس کی فروع کو باریک اطراف وجوانب اور دقیق معانی والا بنایا۔

بنی علی اربعة ارکان قصر الاحکام و احکمه بالمحکمات غایة الاحکام و جعل المتشابهات مقصورات خیام الاستتار، ابتلاء لقلوب الراسخین فان انزال لمتشابهات علی مذهبنا وهو الوقف اللازم علی قوله تعالیٰ (وما یعلم تاویله الا الله) لابتلاء الراسخین فی العلم بکبح عنان ذهنهم عن التفکر فیها و الوصول الی ما یشتاقون الیه من العلم بالاسرار التی اودعها فیها، ولم یظهر تعالیٰ احدا من خلقه علیها۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے احکام کے محل کی چار چیزوں پر رکھی اور کتاب کو محکمات کے ذریعے انتہائی پختہ کیا اور متشابہات کو راسخین فی العلم کے دلوں کو آزمانے کے لئے چھپے ہوئے پردوں کی پوشیدگی میں بند رہنے والا بنایا پس ہمارے مذہب احناف کے مطابق (اللہ تعالیٰ کے اس قول پر وقف لازم ہے وما یعلم تاویله الا الله) متشابھات کا نزول راسخین فی العلم کو آزمانے کے لئے ہوا ان کے ذہنوں کی لگاموں کو ان متشابھات میں غور وفکر سے روک کر اور اس علم کے رازوں تک پہنچنے سے روک کر جن کے وہ مشتاق ہیں وہ راز جن کو اللہ تعالیٰ نے ان میں ودیعت فرمایا اور نہ ہی اللہ تعالیٰ نے مخلوق میں سے کسی پر ان رازوں کا فرمایا۔

سوال نمبر 10: اللہ تعالیٰ نے احکام کے محل کی بنیاد کتنی چیزوں پر رکھی؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے احکام کے محل کی بنیاد چار چیزوں پر رکھی۔

سوال نمبر 11: اللہ تعالیٰ نے کتاب کن کے ذریعے پختہ کیا؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے کتاب کو محکمات آیات کے ذریعے انتہائی پختہ فرمایا۔

سوال نمبر 12: قرآن میں متشابھات لانے کی حکمت بیان فرمائیں؟

جواب: ہمارے مذہب احناف کے مطابق آیات متشابھات کو راسخ فی العلم کو آزمانے کے لئے نازل کیا گیا کہ یہ تو اسرار الٰہی کو جاننے کے بے حد مشتاق ہیں لیکن ان کو ان میں غور وفکر سے روک آزمایہ گیا۔

والنصوص منصة عرائس ابکار افکار المتفکرین منصة العروس : مکان یرفع الیه العروس للجلوة۔

ترجمہ: اور نصوص کو متفکرین کی نئی نئی فکروں کی دلہنوں کے لئے جلوہ گاہ بنایا اور منصہ عروس ایسی جگہ کو کہتے ہیں جہاں دلہن کو دیکھانے کے لئے بلند کیا جاتا ہے۔

سوال نمبر 13: منصہ عروس کسے کہتے ہیں؟

جواب: مکان یرفع الیه العروس للجلوة یعنی وہ جگہ جس پر دلہن کو دیکھانے کے لئے بلند کیا جاتا ہے۔

کشف القناع عن جمال مجملات کتابه بسنة نبیه المصطفی و فصل خطابه ای الخطاب الفاصل بین الحق و الباطل صلی الله علیه وعلی اله و اصحابه ما رفع اعلام الدین باجماع المجتهدین۔

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ نے اپنے چنے ہوئے نبی کی سنت اور ان کے حق و باطل کے مابین فرق کرنے والے خطاب کے ذریعے اپنی کتاب کے

مجملات کے جمال کے پردوں کو کھول دیا اللہ اپنے نبی اور ان کے آل واصحاب پر رحمت فرمائے جب تک وہ دین کے جھنڈوں کو مجتھدین کے اجماع سے بلند کئے رکھے۔

سوال نمبر 14: اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب کے مجملات کے جمال سے پردہ کس ذریعے سے اٹھایا نیز فصل خطاب کسے کہتے ہیں؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی سنت اور ان کے فیصلہ کن خطاب کے ذریعے اپنی کتاب کے مجملات کے جمال کے پردوں کو کھولا۔

فصل خطاب کہتے ہیں وہ خطاب جو حق اور باطل کے درمیان فرق کرنے والا ہو۔

ووضع معالم العلم علی مسالک المعتبرین اراد بمعالم العلل التی یعلم القائس بھا الحکم فی المقیس واراد بالمعتبرین القائسین و مسالکھم ھی مواقع سلوکھم باقدام الفکر من موارد النصوص الی الاحکام الثابتۃ فی الفروع۔

ترجمہ: اور قیاس کرنے والوں کے راستوں پر علم کی نشانیوں کو رکھ دیا گیا ماتن نے معالم علم سے ان علتوں کو مراد لیا ہے جن کے ذریعے قیاس کرنے والا مقیس میں حکم کو جانتا ہے اور معتبرین سے مراد قیاس کرنے والے مراد لئے ہیں اور ان کے مسالک سے مراد وہ راستے ہیں جس پر یہ فکر کے قدموں کے ذریعے موارد نصوص سے فروع میں ثابت ہونے والے احکام کی طرف چلتے ہیں۔

سوال نمبر 15: معالم علم کو کن کی راہوں پہ رکھا گیا ہے؟

جواب: معالم علم کو قیاس کرنے والوں کی راہوں پہ رکھا گیا ہے۔

سوال نمبر 16: ماتن نے معالم علم اور معتبرین اور مسالک سے کیا مراد لیا؟

جواب: ماتن نے معالم علم سے ان علتوں کو مراد لیا ہے جن کے ذریعے قیاس کرنے والا مقیس میں حکم کو جانتا ہے اور معتبرین سے مراد قیاس کرنے والے مراد لئے ہیں اور ان کے مسالک سے مراد وہ راستے ہیں جس پر یہ فکر کے قدموں کے ذریعے موارد نصوص سے فروع میں ثابت ہونے والے احکام کی طرف چلتے ہیں۔

فمبدا سلوکھم ھو لفظ النص فیعبرون منہ الی معانیہ اللغویۃ الظاھرۃ، ثم منھا الی معانیہ الشرعیۃ الباطنۃ، فیجدون فیھا علامات و امارات وضعھا الشارع لیھتدا بھا الی مقاصدھم۔

پس ان کے راستے کی ابتداء وہ لفظ نص ہے تو یہ اس سے معانی لغویہ ظاہریہ کی طرف جاتے پھر ان سے معانی شرعیہ باطنیہ کی طرف آتے ہیں پس یہ ان میں ان علامات و نشانیوں کو پاتے ہیں جن کو شارع نے وضع کیا ہے تاکہ ان کے نشانیوں کے ذریعے سے اپنے مقاصد تک رسائی حاصل کر سکیں۔

سوال نمبر 17: قیاس کرنے والوں کے مسالک کی ابتداء کہاں سے ہوتی ہے؟

جواب: ان کے راستے کی ابتداء لفظ نص سے ہوتی ہے تو یہ اس سے معانی لغویہ ظاہریہ کی طرف جاتے پھر ان سے معانی شرعیہ باطنیہ کی طرف جاتے ہیں پس یہ ان میں ان علامات و نشانیوں کو پاتے ہیں جن کو شارع نے وضع کیا ہے تاکہ ان کے نشانیوں کے ذریعے سے اپنے مقاصد تک رسائی حاصل کر سکیں۔

ولما قال: بنی علی اربعۃ ارکان قصر الاحکام ذکر الارکان الاربعۃ وھی الکتاب والسنۃ والاجماع والقیاس علی الوجہ

الذی بنی الشارع قصر الاحکام علیھا۔
ترجمہ: جب ماتن نے یہ کہا تھا بنی علی اربعۃ ارکان قصر الاحکام تو ارکان اربعہ کو اسی طریقہ پر ذکر کیا جس طرح شارع نے احکام کے محل کی ان پر بنیاد رکھی تھی اور وہ ارکان کتاب وسنت اور اجماع وقیاس ہیں۔

سوال نمبر 18: ارکان اربعہ کون کونسے ہیں؟

جواب: ارکان اربعہ یہ ہیں:

(1) قرآن (2) سنت (3) اجماع (4) قیاس

وبعد: فان العبد المتوسل الی اللہ تعالیٰ باقوی الذریعۃ عبید اللہ بن مسعود بن تاج الشریعۃ جدہ وسعدہ۔ یقول: کما رائت فحول العلماء مکبین فی کل عھد وزمان علی مباحثتہ اصول الفقہ ای مقبلین علیھا من اکب علی وجھہ ای سقط علیہ فان من اقبل علی الشئ غایۃ الاقبال فاکانہ اکب علیہ۔
ترجمہ: حمد وصلاۃ کے بعد: بندہ ناچیز عبید اللہ بن مسعود بن تاج الشریعہ قوی ذریعے کے ساتھ اللہ کی بارگاہ میں وسیلہ پیش کرنے والا اس کا نصیب نیک ہو اور اس کی کوشش کامیاب ہو کہتا ہے: جب میں نے ہر عہد وزمانے میں بڑے بڑے علماء کو کتاب اصول فقہ کی مباحث کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے پایا اور مکبین اکب علی وجھہ سے مشتق ہے یعنی وہ چہرے کے بل گر پڑا کیونکہ جو کسی شے کی طرف بہت زیادہ متوجہ ہوتا ہے گویا وہ اس پر گرنے والا ہوتا اس کی طرف جھکنے والا ہوتا ہے۔

سوال نمبر 19: مکبین کا معنی بیان فرمائیں نیز یہ کس سے مشتق ہے؟

جواب: اس کا معنی ہے متوجہ ہونا اور یہ اکب علی وجھہ سے مشتق ہے یعنی وہ چہرے کے بل گر پڑا کیونکہ جو کسی شے کی طرف بہت زیادہ متوجہ ہوتا ہے گویا وہ اس پر گرنے والا ہوتا۔

للشیخ الامام مقتدی الائمۃ العظام فخر السلام علی البزدوی۔ بوأہ اللہ تعالیٰ دار السلام۔ وھو کتاب جلیل الشان باھر البرھان مرکوز کنوز معانیہ فی صخور عباراتہ ومرموز غوامض نکتہ فی دقائق اسرار اشاراتہ ووجدت بعضھم طاعنین علی ظواھر الفاظہ؛ لقصور نظرھم عن مواقع الحاظہ ای لا یدرکون بامعان النظر مایدرکہ ھو بلحاظ عینہ من غیر ان ینظر الیہ قصدا:
ترجمہ: وہ اصول فقہ جو شیخ امام مقتدی الائمہ عظام فخر السلام بزدوی کی ہے اللہ ان کا مقام جنت دار السلام میں بنائے اور وہ کتاب جلیل الشان اور باہر البرھان، اس کے معانی کے خزانے اس کی عبارتوں کے چٹانوں میں مدفون ہیں اور اس کے اشارات واسرار میں پیچیدہ نکتوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور میں نے بعض علماء کو اس کے الفاظ کے ظاہر پر طعن کرتے ہوئے پایا (عجب حال ہے) کیونکہ ان کی نظرے مصنف کے لمحہ بھر نظر کرنے سے حاصل ہونے والے علم کو جاننے سے بھی قاصر تھیں جن کو مصنف نے بس بغیر قصد کے دیکھا تھا۔

سوال نمبر 20: اصول فقہ کن کی کتاب ہے؟

جواب: اصول فقہ شیخ امام مقتدی الائمہ عظام فخر السلام علامہ بزدوی کی ہے۔

سوال نمبر 21: اصول فقہ کتاب کی چند خصوصیات بیان فرمائیں؟

جواب: یہ کتاب جلیل الشان اور باہر البرھان، اس کے معانی کے خزانے اس کی عبارتوں کے چٹانوں میں مدفون ہیں اور اس کے اشارات و اسرار میں پیچیدہ نکتوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے

اردت تنقیحه وتنظیمه وحاولت ای طلبت تبیین مراده وتفهیمه وعلی قواعد المعقول تاسیسه وتقسیمه موردا فیه زبدة مباحث المحصول واصول الامام المحقق المدقق جمال العرب ابن حاجب مع تحقیقات بدیعة وتدقیقات غامضة منیعة تخلو الکتب عنها سالک فیه مسلک الضبط الایجاز متشبثا باهداب السحر متمسکا بعروة الاعجاز۔

میں نے ارادہ کیا اس کی تنقیح و ترتیب کا اور اس کی مراد اور اس کو سمجھانے کا بھی اور اس کی تاسیس و تقسیم کو منطقی قواعد پر لانے کا بھی عزم کیا اس میں محصول کی مباحث کا اور امام مدقق محقق جمال عرب ابن حاجب کی کتاب اصول کا بھی خلاصہ ذکر کروں عمدہ تحقیقات اور انوکھی پیچیدہ تدقیقات کے ساتھ جن سے کتب خالی ہیں دراں نحال کہ ضبط وایجاز کے طریقے پر چلتے ہوئے، سحر کی جانبوں کو تھامتے ہوئے اور اعجاز کے کڑے کو مظبوطی سے تھامتے ہوئے شرح کروں۔

سوال نمبر 22: علامہ صدر الشریعہ نے کتاب اصول فقہ کے بارے میں کیا ارادہ کیا؟

جواب: صدر الشریعہ رحمہ اللہ نے کتاب اصول فقہ کی تنقیح و ترتیب کا اور اس کی تقسیم کو منطقی طریقے پر لانے کا اور اپنی کتاب میں محصول اور اصول کا خلاصہ ذکر کرنے کا ارادہ کیا۔

سوال نمبر 23: المحصول اور اصول کے مصنف کا نام بیان فرمائیں؟

جواب: المحصول کے مصنف علامہ رازی صاحب ہیں جبکہ اصول کے علامہ ابن حاجب نحوی ہیں۔

اختار فی الاعجاز العروة وفی السحر الاهداب؛لان الاعجاز اقوی و اوثق من السحر واختار فی العروة لفظ الواحد وفی الاهداب لفظ الجمع لان الاعجاز فی الکلام ان یؤدی المعنی بطریق هو ابلغ من جمیع ما عداه من الطرق ولا یکون هذا الا واحدا، واما السحر فی الکلام فهو دون الاعجاز و طرقه فوق الواحد فاورد فیه لفظ الجمع۔

ترجمہ: مصنف نے اعجاز میں لفظ عروہ کو اور سحر میں اھداب کو کیونکہ لفظ اعجاز سحر سے زیادہ قوی اور ثقہ ہے اور عروہ میں لفظ واحد کو اختیار کیا کیونکہ اعجاز فی الکلام یہ ہے کہ معنی کو ایسے طریقے پر ادا کیا جائے جو تمام طرق سے بلیغ ہو اور یہ واحد ہی ہے اور سحر فی الکلام اعجاز سے کم درجے کا ہے اور اس کے طرق بھی اس سے زیادہ تھے تو اس لئے اس میں لفظ جمع اھداب کو لے آئے۔

سوال نمبر 24: اعجاز میں عروہ اور سحر میں لفظ اھداب لانے کی وجہ بیان فرمائیں؟

جواب: اعجاز فی الکلام یہ ہے کہ اسے ایسے طرقے پر ادا کیا جائے جو تمام طرق سے بلیغ ہو اور وہ فقط ایک ہی طریقہ ہو سکتا ہے لہذا اعجاز سے پہلے عروہ واحد ذکر کر دیا اور سحر فی الکلام یہ ہے کہ اسے احسن انداز میں ادا کیا جائے تو یہ کئی طرق ہو سکتے ہیں لہذا اس سے پہلے اھداب جمع لے آئے۔

وسمیته بتنقیح الاصول واللہ تعالیٰ مسؤول ان یمتع به مؤلفه وکاتبه وقارئه وطالبه و

یجعله خالصا لوجهه الکریم انه البر الرحیم۔

ترجمہ: اور میں نے اس کا نام تنقیح الاصول رکھا اور اللہ تعالیٰ سے سائل ہوں کہ اس کے ذریعے اس کے مؤلف و کاتب و قاری وطالب کو نفع دے اور اسے خالص اپنی رضاء کے لئے بنائے بیشک وہ نیکی کا صلہ دینے اور رحم فرمانے والا ہے۔

سوال نمبر 25: علامہ صدر الشریعہ نے اپنی کتاب کا کیا نام رکھا؟

جواب: شارح نے اپنی کتاب کا نام تنقیح الاصول رکھا۔

اصول فقہ کی بحث

سوال نمبر 26: ماتن نے اصول فقہ کی تعریف کتنے اور کون کونسے اعتبار سے کی؟

جواب: ماتن نے اصول فقہ کی تعریف دو اعتبار سے کی پہلے:

(1) باعتبار اضافت کے یعنی حد اضافی کی۔

(2) باعتبار مخصوص علم کا لقب ہونے کے یعنی حد لقبی کی۔

سوال نمبر 27: ماتن نے کتاب کو کتنی چیزوں پر مرتب کیا؟

جواب: ماتن نے کتاب کو تین چیزوں پر مرتب کیا ہے:

(1) مقدمہ (2) دو قسمیں

وجہ حصر: کیونکہ کتاب میں بحث یا تو مقاصد فن سے ہو گی یا نہیں اگر نہیں تو وہ مقدمہ ہو گا اور اگر ہو گی تو دو حال سے خالی نہ ہو گا یا ادلہ سے بحث ہو گی یا احکام سے اگر ادلہ سے ہو تو وہ پہلی قسم ہو گی اور احکام سے ہو گی تو وہ دوسری قسم ہو گی۔

سوال نمبر 28: قسم اول اور قسم ثانی کتنی چیزوں پر مشتمل ہے؟

جواب: قسم اول چار چیزوں پر مشتمل ہے:

(1) قرآن (2) حدیث (3) اجماع (4) قیاس

اور قسم ثانی تین ابواب پر مشتمل ہے:

(1) حکم (2) محکوم بہ (3) محکوم علیہ

سوال نمبر 29: حد اضافی کرنے کی صورت میں کس شے کی طرف محتاجی ہو گی؟

جواب: حد اضافی کرنے کی صورت میں مضاف یعنی اصول اور مضاف الیہ یعنی الفقہ کی تعریف کرنے کی طرف محتاجی ہو گی کیونکہ کامل تعریف وہ ہوتی ہے جس کے تمام جزئیات کی وضاحت بھی کر دی جائے لہذا اصول فقہ میں پہلے اصول کی پھر فقہ کی وضاحت ضروری ہے۔

اصل کی تعریف

سوال نمبر 30: اصل کی تعریف بیان فرمائیں؟

جواب: الاصل ما یبتنی علیه غیرہ یعنی جس پر غیر کی بنیاد رکھی جائے اسے اصل کہتے ہیں۔

سوال نمبر 31: ابتناء کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب: ابتناء کی دو قسمیں ہیں:

(1) ابتنائے حسی:

کسی شے کا حواس ظاہرہ سے ادراک کرنا۔

(2) ابتنائے عقلی:

حکم کو اس کی دلیل پر مرتب کرنا۔

تعریف الاصل للامام رازی

سوال نمبر 32: محصول میں امام رازی نے اصل کی کیا تعریف فرمائی نیز اس پر ماتن کو کیا اشکال ہے؟

جواب: امام رازی نے اصل کی تعریف محتاج الیہ سے کی ہے یعنی جس کی طرف بندہ محتاج ہو اسے اصل کہتے ہیں۔

مصنف کے نزدیک یہ تعریف دخول غیر سے مانع نہیں ہے۔

سوال نمبر 33: تعریف کتنی اور کون کونسی قسمیں ہیں؟

جواب: تعریف کی دو قسمیں ہیں:

(1) تعریف حقیقی: ماہیات حقیقیہ کی تعریف کرنا۔

(2) تعریف اسمی ماہیات اعتباریہ کی تعریف کرنا۔

سوال نمبر 34: ماہیت کی کتنی اور کون کونسی اقسام ہیں؟

جواب: ماہیت کی دو قسمیں ہیں:

(1) حقیقیہ: جو نفس الامر میں واقع ہو اور اس میں اجزاء کے مرکب ہونے کی صورت میں اجزاء ایک دوسرے کے محتاج ہوں۔

(2) اعتباریہ: جو واضع کے وضع کرنے پر موقوف ہو جیسے اصل، فقہ، جنس، نوع وغیرہ۔

سوال نمبر 35: امام رازی کی تعریف کیسے دخول غیر سے مانع نہیں ہے ثابت کریں؟

جواب: یاد رہے تعریف حقیقی اور اسمی دونوں تعریفوں کے لئے طرد یعنی دخول غیر سے مانع ہونا اور عکس یعنی اپنے افراد کو جامع ہونا شرط ہے لہذا:

(1) اگر انسان کی تعریف یوں کی جائے انه حیوان ماش تو یہ تعریف دخول غیر کو مانع نہیں کہ جو بھی حیوان چلتا ہو وہ بھی انسان کی تعریف میں

داخل ہو رہا ہے۔
(2)اور اگر انسان کی تعریف یوں کی جائے حیوان کاتب بالفعل تو یہ تعریف اپنے افراد کو جامع نہیں کہ جو انسان بالفعل کاتب نہیں ہو گا وہ تو انسانیت سے ہی نکل جائے گا حالانکہ ایسا نہیں ہے۔
اب آیئے اصل بات کی طرف کہ اصل کی تعریف بھی تعریف اسمی ہے لہذا اس کے لئے طرد و عکس شرط ہے لیکن امام رازی کی تعریف دخول غیر کو مانع نہیں لہذا ان کی تعریف صحیح نہیں۔

سوال نمبر 36: فالتعریف الذی ذکرفی المحصول لایطرداس عبارت کی وضاحت فرمائیں؟

جواب:اس عبارت کی وضاحت سے پہلے ضروری بات کہ محتاج الیہ کی پانچ اقسام ہیں:
(1)علت فاعلی (2)علت صوری (3)علی غائی (4)شرط
مصنف نے جو اصل کی تعریف کی ہے کہ جو محتاج الیہ ہو تو یہ تعریف دخول غیر سے مانع نہیں کہ یہ تعریف علت فاعلی، غائی، صوری اور علت مادی اور شرط پر سچی آرہی ہے حالانکہ یہ اصل تو نہیں ہے جیسے موبائل کا بندہ محتاج ہوتا ہے لیکن موبائل اصل نہیں ہے تو اب کیا موبائل کی طرف محتاجی کی وجہ سے اسے بھی اصل مان لیں عجب حال ہے۔

فقہ کی تعریف

سوال نمبر 37:امام اعظم کے نزدیک فقہ کی تعریف کیا ہے؟

جواب: فقہ نفس کے مالھا اور ماعلیھا کو جاننے کا نام ہے۔

سوال نمبر 38: فقہ کی تعریف میں عملا کی قید لگانے سے کون کونسی چیزیں خارج ہو جائے گی؟

جواب: بعض لوگوں نے فقہ کی تعریف میں عملا کی قید بھی لگائی ہے تاکہ اعتقادیات اور وجدانیات نکل جائیں اور اس تعریف سے کلام و تصوف بھی نکل جائے گے بہر حال جس نے عملا کا اضافہ نہیں کیا تو اس نے تمام چیزوں کو تعریف میں شامل کرنے کا ارادہ کیا ہے۔

سوال نمبر 39: معرفت کی تعریف بیان فرمائیں نیز معرفت کی قید سے کیا شے خارج ہو جائے گی؟

جواب: معرفت کہتے ہیں جزئیات کو دلیل کے ذریعے جاننا لہذا اس قید سے تقلید بھی نکل جائے گی۔

سوال نمبر 40: مالھا و ما علیھا سے کتنی معانی مراد لئے جاسکتے ہیں؟

جواب:اس سے تین چیزوں کو مراد لیا جا سکتا ہے:
(1) نفس انسان جن چیزوں سے آخرت میں فائدہ یا نقصان اٹھاتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان: لھا ما کسبت علیھا ما اکتسبت یعنی کسی جان نے جو اچھا کمایا وہ اسی کیلئے ہے اور کسی جان نے جو برا کمایا اس کا وبال اسی پر ہے۔
(2) مالھا سے مراد جو انسان کے لئے جائز ہے تو ما لھا میں تین اقسام داخل ہو جائیں گی:
(1) مندوب (2) مباح (3) تنزیہی ان کا کرنا جانہ کرنا مالھا میں داخل ہو جائے گا۔

(3)مالھاسے مراد جو چیزیں انسان کے لئے جائز ہیں اورو ماعلیھاسے مراد جو چیزیں انسان پر حرام ہیں اس صورت میں فقہ فعل وترک فعل تمام کو شامل ہو جائے گی۔

نوٹ: یادرہے احکام تکلیفی میں دوطرح کے احکام ہیں:

(1)فعل(2)ترک فعل

فعل میں یہ چیزیں آئے گی:

(1)فرض(2)واجب(3)سنت مؤکدہ(4)سنت غیر مؤکدہ(5)مستحب

اور ترک فعل میں یہ چیزیں آئے گی:

(1)حرام(2)مکروہ تحریمی(3)اساءت(4)مکروہ تنزیہی(5)خلاف اولی

لہذا فقہ کی تعریف امام اعظم کے ہاں جو کی گئی ہے بعض صورتوں میں تمام فعل اور ترک فعل کو شامل ہو گی اور بعض میں کچھ فعل اور ترک فعل کو شامل ہوں گی۔

سوال نمبر41: نفع اور نقصان دینے والی چیزوں سے کیا کیا مراد ہو سکتا ہے؟

جواب: نفع و نقصان دینے والی چیزوں سے تین معانی مراد لئے جا سکتے ہیں:

(1) نفع دینے والی شے سے مراد ثواب ہو تو اس صورت میں فعل واجب اور فعل مندوب ان میں سے ہو گا جس پر ثواب دیا جاتا ہے۔

(2)اور نقصان دینے والی چیزوں سے مراد عقاب ہو تو فعل حرام مکروہ تحریمی اور ترک واجب عقاب کئے جانے والی قسم سے ہو گا۔

اور بقیہ اقسام فعل مندوب وترک مندوب فعل مکروہ وترک مکروہ تنزیہی وغیرہ پر نہ ثواب ہو گا نہ عقاب لہذا دونوں قسموں میں سے کسی کو شامل نہیں ہوں گے۔

(2)اگر نفع سے عدم عقاب مراد لیں اور ضرر سے عقاب مراد لیں تو فعل حرام ومکروہ تحریمی ترک واجب دوسری قسم یعنی عقاب دیئے جانے والے کاموں میں سے ہو گا۔

اور باقی نو چیزیں عدم عقاب والی ہوں گی۔

(3)اور اگر نفع سے ثواب اور نقصان سے عدم ثواب مراد لیں تو فعل واجب ومندوب ان میں سے ہو گا جن پر ثواب دیا جاتا ہے اور باقی دس قسمیں ان میں سے ہوں گی جن پر کوئی ثواب نہیں۔

سوال نمبر42: مالھا وماعلیھا کن کن چیزوں کو شامل ہے؟

جواب: مالھا وماعلیھا اعتقادیات جیسے ایمان کا واجب ہونا اور وجدانیات یعنی اخلاق باطنہ اور ملکات نفسانیہ اور عبادات جیسے نماز روزہ اور بیع وغیرہ ان تمام کو شامل ہے۔

سوال نمبر43: علم الکلام اور علم تصوف اور فقہ اصطلاحی کی توضیح کی روشنی میں تعریفات لکھیں؟

جواب:(1)اعتقادیات کے مالھا وماعلیھا کی معرفت کرنے کو علم الکلام کہتے ہیں۔

(2)وجدانیات کے مالھا وماعلیھا کی معرفت کرنے کو علم الاخلاق والتصوف کہتے ہیں جیسے زھد وصبر ورضا حضور قلب فی الصلاۃ وغیرہ۔

(3)عملیات کے مالہا وما علیہا کو جاننے کانام فقہ اصطلاحی ہے۔

سوال نمبر44:فقہ اصطلاحی مراد لینے کی صورت میں تعریف میں کونسی قید لگانی پڑے گی؟

جواب:اس کے لئے تعریف میں عملاً کااضافہ کرناہوگااور اگر تعریف میں عملا کی قید نہ لگائی جائے تو یہ تعریف تینوں اقسام وجدانیات و عملیات واعتقادیات کو شامل ہو گی۔

سوال نمبر45:امام اعظم نے فقہ کی تعریف میں عملا کی قید کس وجہ سے نہ لگائی؟

جواب:امام اعظم نے تعریف سے عموم مراد لیایعنی فقہ کااطلاق اس علم پر ہوتاہے جو مالہا وعلیہا سے ثابت ہو وہ چاہے اعتقادیات سے ہو یاوجدانیات سے یا عملیات سے ہواسی وجہ سے امام صاحب نے اپنی کتاب کانام فقہ اکبر رکھاکہ فقہ عقائد کو بھی شامل ہے۔

امام شافعی کے نزدیک فقہ کی تعریف:

سوال نمبر46:امام شافعی کے نزدیک فقہ کی تعریف کیاہے؟

جواب:امام شافعی کے نزدیک فقہ کی یہ تعریف ہے کہ احکام عملیہ شرعیہ کو دلائل تفصیلیہ سے جاننا۔

سوال نمبر47:امام شافعی کے نزدیک فقہ کی گئی تعریف میں العلم بالاحکام الشرعیۃ سے کیامراد ہے؟

جواب:یہاں احکام سے مراد تین چیزیں ہوسکتی ہیں:

(1)حکم سے مرادایک حکم کی دوسرے حکم کی طرف نسبت کرناایجابی یاسلبی طورپر،اس صورت میں اللہ کی ذات وصفات کاعلم خارج ہو جائے گایعنی تصورات نکل جائے گے تصدیقات رہے جائیگی۔

(2)حکم سے اصطلاحی حکم مراد ہوگااور وہ یہ ہے اللہ کے خطاب کامکلفین کے افعال کے ساتھ متعلق ہونا اقتضاءً وتخییرا۔

(3)نسبت کے واقع ہونے یانہ ہونے کو جاننایہ حکم کا معنی منطقیوں کے نزدیک ہے۔

اور شرعیہ کی قید سے احکام عقلیہ اور حسیہ نکل گئے جیسے اس بات کاعلم کے عالم محدث ہے اور آگ جلانے والی ہے۔

سوال نمبر48:احکام سے کونسا معنی لینے کی صورت میں اس کی دو قسمیں بنتی ہیں؟

جواب:اگر حکم سے مراد حکم شرعی مراد لیں توان تمام علوم سے احتراز ہو جائے گاجو خطاب اللہ کے علاوہ ہیں اور اس صورت میں حکم کی دو قسمیں بن جاتی ہیں۔

سوال نمبر49:حکم کی کتنی اور کون کونسی قسمیں ہیں؟

جواب:حکم کی دو قسمیں:

حکم شرعی:وہ خطاب الٰہی جو شرع پر موقوف ہو۔

حکم غیر شرعی:اللہ کاوہ خطاب جو شرع پہ موقوف نہ ہو جیسے اللہ تعالیٰ پہ ایمان لاناضروری ہے اور حضور صلی علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق کرنا وغیرہ یہ شرع پر موقوف نہیں کیونکہ شرع ان پر موقوف ہے۔

سوال نمبر 50: شرعی کی کتنی اور کون کونسی قسمیں ہیں؟

جواب: شرعی کی دو قسمیں ہیں:

(1) نظری (2) عملی

سوال نمبر 51: حکم کی تعریف العلم باحکام الاشرعیۃ العملیۃ من ادلتھا التفصیلۃ کے قیود وفوائد بیان فرمائیں؟

جواب: لفظ علم جنس ہے جو تمام کو شامل ہے جبکہ بقیہ تمام اس کی فصلیں ہیں:

(1) شرعیۃ کی قید سے احکام عقلیہ اور حسیہ نکل گئے جیسے اس بات کا علم کے عالم محدث ہے اور آگ جلانے والی ہے۔

(2) العملیۃ سے احکام شرعیہ نظریہ کو جاننے سے احتراز کیا جیسے اس بات کا علم کہ اجماع حجت ہے۔

(3) من ادلتھا یعنی وہ علم جو کسی شخص موصوف کو ادلہ مخصوصہ سے حاصل ہو اور وہ ادلہ اربعہ ہیں اور اسی قید سے تقلید بھی نکل گئی اگرچہ مجتہد یا مفتی کا قول مقلد کے حق میں دلیل ہے لیکن یہ ادلہ مخصوصہ سے نہیں ہے۔

(4) تفصیلیۃ سے اجمالیہ نکل گئے جیسے مقتضی اور نافی۔

سوال نمبر 52: قد زاد ابن الحاجب علی ھذا قولہ بالاستدلال ولا شك انه مكرر اس عبارت کی جامع وضاحت فرمائیں؟

جواب: اس عبارت سے مقصود یہ بتانا کہ فقہ کی تعریف میں علامہ ابن حاجب نے بالاستدلال کی قید مقلد کے علم کو نکالنے کے لیے لگائی ہے جبکہ مقلد کا علم تو من ادلتھا کی قید سے خارج ہو گیا تھا لہذا ان کا استدلال کی قید لگانا تکرار ہے۔

نوٹ: علامہ تفتازانی فرماتے ہیں ابن حاجب نے استدلال کی قید علم رسول و جبریل کو داخل کرنے کے لئے لگائی تھی جبکہ مصنف صاحب کوئی اور ہی معنی لے بیٹھے کہ یہ قید مقلد کے علم کو نکالنے کے لئے حالانکہ ایسا نہیں تو تسامح مصنف سے ہوا ابن حاجب سے تو نہیں ہوا عجب حال ہے

سوال نمبر 53: حکم کی تعریف مع قیود و فوائد کے بیان فرمائیں؟

جواب: الحکم قیل: خطاب اللہ تعالیٰ المتعلق بافعال المکلفین بالاقتضاء او الاتخییر یعنی حکم کہتے اللہ کا وہ خطاب جو مکلفین کے افعال کے ساتھ بطور اقتضاء و تخییر متعلق ہو۔

قیودات:

(1) خطاب اللہ تعالیٰ بمنزلہ جنس کے ہے یہ تمام خطابات کو شامل ہے۔

(2) المتعلق بافعال المکلفین کی قید سے جو افعال مکلفین سے متعلق نہیں ہو گا وہ خارج ہو جائے گا جیسے قصص اور امثال اور وہ آیات جو اللہ کی صفات کے ساتھ متعلق ہو جیسے پہلا کلمہ یہ تعریف میں باقی رہے گا جیسے واللہ خلقکم وما تعملون بھی حکم کی تعریف میں داخل ہے کیونکہ یہ آیت بندوں کے اعمال وافعال کے متعلق ہے تو اسے نکالنے کے لیے

(4) اقتضاء کی قید لگائی جس کا معنی ہے طلب لہذا واللہ خلقکم وما تعملون میں طلب والا معنی نہیں پایا جاتا تو وہ آیت تعریف سے نکل گئی۔

(5) یا تخییر کی قید سے اس کو نکال دیا جس کا معنی ہے اباحت چونکہ واللہ خلقکم میں کوئی اباحت نہیں لہذا اس قید سے آیت حکم کی تعریف سے نکل گئی۔

سوال نمبر 54: طلب الفعل جازما کالایجاب او غیر جازم کالندب اس عبارت کی تفصیلا وضاحت فرمائیں؟

جواب: یہاں سے اقتضاء کی چار صورتوں کی طرف اشارہ کر دیا:
(1) فعل کو طلب کرنا یقینی طور پر ہو گا جیسے وجوب۔
(2) یا یقینی طور پر نہیں ہو گا جیسے مستحب۔
(3) ترک کو طلب کرنا یقینی ہو گا جیسے مکروہ تحریمی و حرام۔
(4) یا ترک کو طلب کرنا یقینی نہیں ہو گا جیسے مکروہ تحریمی۔

سوال نمبر 55: وقد زاد البعض او الوضع ليدخل الحكم بالسببية والشرطية ونحوهما اس عبارت کی وضاحت فرمائیں؟

جواب: ماتن کہتے ہیں کہ بعض لوگوں نے شرعیہ کی تعریف میں او الوضع کی قید لگائی ہے تاکہ حکم سببیت اور شرطیہ وغیرہ کو شامل ہو جائے۔

سوال نمبر 56: خطابِ شرع کی کتنی اور کون کونسی قسمیں ہیں؟

جواب: اس کی دو قسمیں ہیں:
(1) تکلیفی: اور یہ وہ خطاب ہے جو مکلفین کے افعال سے اقتضاء یا تخییرا متعلق ہو۔
(2) وہ خطاب جو کسی شے کا سبب یا شرط ہو جیسے دلوک شمس یعنی سورج کا ڈھل جانا نماز ظہر کے فرض ہونے کا سبب ہے اور طہارت نماز کے لیے شرط ہے۔

نوٹ: جب خطاب شرع کی پہلی قسم تکلیفی کو بیان کیا تو دوسری قسم کو بیان کرنا بھی لازم ہو گیا اور وہ وضعی ہے۔

سوال نمبر 57: بعض لوگوں نے خطاب شرع کی دوسری قسم وضعی کو کیوں بیان نہیں کیا؟

جواب: اس لئے بیان نہیں کیا کیونکہ وضعی اقتضاء یا تخییر میں داخل ہے کیونکہ دلوک شمس نماز کے وجوب کا سبب ہے اور وجوب باب اقتضاء میں سے ہے لہذا وضعی اقتضاء کے تحت داخل ہے الگ سے ذکر کرنے کی حاجت نہیں۔
لیکن حق بات پہلی ہی ہے کہ الگ سے ذکر کیا جائے کیونکہ حکم وضعی کا مفہوم ایک شے کا دوسری شے کے ساتھ متعلق ہونا ہے اور حکم تکلیفی کا مفہوم ایسا نہیں ہے لہذا وضعی کا کسی ایسی صورت میں تکلیفی کو لازم ہونا جس میں ایک شے کا دوسرے شے سے متعلق ہونے پر دلالت ہو ان دونوں کے متحد ہونے پر دلالت نہیں کرے گا۔

سوال نمبر 58: متاخرین اشاعرہ کے متبعین نے حکم شرعی کی کیا تعریف بیان کی ہے؟

جواب: بعض متاخرین اشاعرہ کے متبعین نے حکم شرعی کی تعریف یہ کی ہے: الحكم الشرعي: خطاب الله تعالى المتعلق بافعال المكلفين اقتضاء او تخييرا۔

سوال نمبر 59: فقہاء کرام حکم کا کس پر اطلاق کرتے ہیں؟

جواب: فقہاء کرام مجازی طور پر حکم کا اطلاق اس پر کرتے ہیں جو خطاب سے ثابت ہو جیسے وجوب و حرمت۔

نوٹ: مجازی طور پر سے مراد: مصدر کا اسم مفعول پر اطلاق کرتے ہوئے جیسے خلق کا اطلاق مخلوق پر لیکن جب ان میں یہ عام ہو گیا تو حکم منقول اصطلاحی ہو گیا۔

سوال نمبر60: الحکم الشرعی: خطاب اللہ تعالی المتعلق بافعال المکلفین اقتضاء او تخییرا اس تعریف کی قیودات بیان فرمائیں؟

جواب: بافعال المکلفین کہنے سے وہ چیزیں نکل گئی جو فعل صبی سے متعلق ہوں اس کی بیع کا جواز اور اس کے اسلام اور نماز کا صحیح ہونا وغیرہ یہ مکلفین کے افعال سے متعلق نہیں ہیں حالانکہ یہ سب حکم ہیں بعضوں نے اس کا جواب یہ دیا کہ یہ سب بھی حکم ہیں ولی کے فعل کے ساتھ متعلق ہونے کے اعتبار سے ہے بہر حال اس پر بھی قیل قال ہے تو مناسب تھا بافعال العباد کہتے اور اس سے وہ احکام بھی خارج ہو گئے جو قیاس سے ثابت ہوتے ہیں کیونکہ قیاس میں تو کوئی خطاب نہیں پایا جاتا لہذا یوں کہا جائے یہ بات قیاس سے معلوم ہوئی ہے کہ اس بارے میں خطاب وارد ہوا نہ کہ وہ حکم قیاس سے ثابت ہوا کیونکہ قیاس مظہر احکام ہے نہ کہ مثبت احکام۔

سوال نمبر61: امنوا اور فاعتبروا حکم کی تعریف سے کیسے خارج ہوئے؟

جواب: کیونکہ افعال سے مراد افعال جوارح ہیں نہ کہ فعل قلب اس لئے کہ ایمان سے مراد تصدیق کرنا ہے اور تصدیق کا تعلق فعل قلب سے ہے نہ کہ افعال جوارح سے بہر حال اس کا جواب بھی دیا گیا ہے کہ افعال سے عام ہے وہ چاہے افعال جوارح ہوں یا افعال قلب ہو لہذا امنوا غیرہ تعریف میں داخل رہے گے۔

سوال نمبر62: یقع التکرار بین العملیة و بین المتعلق بافعال المکلفین ثابت کریں کہ عملیہ اور افعال مکلفین سے متعلق احکام میں تکرار کیسے ہے؟

جواب: تکرار یوں کہ فقہ کی تعریف میں کہا تھا احکام شرعیہ عملیہ کو جاننا اور حکم کی تعریف میں کہا خطاب اللہ تعالیٰ المتعلق بافعال المکلفین تو فقہ کی تعریف یوں بنے گی العلم بخطابات اللہ تعالیٰ المتعلقة بافعال المکلفین الشرعیة العملیة یعنی اللہ کے ان خطابات کو جاننا جو مکلفین کے افعال سے متعلق ہوں شرعیہ عملیہ ہوں تو یہ تکرار ہوا۔

سوال نمبر63: ہر شے کے حسن و قبیح ہونے کے بارے میں اختلاف بیان فرمائیں؟

جواب: ہمارے اور جمہور معتزلہ کے نزدیک: بعض افعال حسن اور بعض افعال قبیح عقل کے ذریعے جانے جاتے ہیں جبکہ بعض خطاب شارع پر موقوف ہیں لہذا جو عقل سے معلوم ہوں وہ فقہ سے نہیں بلکہ وہ علم اخلاق سے متعلق ہوں گے اور جو خطاب شارع سے معلوم ہو وہ فقہ ہوں گے۔

اور اشاعرہ کے نزدیک: ہر شے کا حسن و قبح شرعی ہے لہذا دونوں فقہ میں شامل ہیں حالانکہ عاجزی و سخاوت کا حسن اور ان کے ضدوں کا قبح دونوں کو کسی کے ہاں بھی فقہ اصطلاحی سے شمار نہیں کیا جاتا۔

سوال نمبر64: ولا یزاد علیه ای علی حد الفقه المصطلح التی لایعلم کونها من الدین ضرورة لاخراج مثل الصلاة و الصوم اس عبارت کی مکمل وضاحت فرمائیں؟

جواب: فرمایا کہ نماز اور روزے کو نکالنے کے لئے فقہ اصطلاحی پر ان چیزوں کی زیادتی نہیں جائے گی جن کا دین سے ہونا بدیہی طور پر معلوم نہ ہو۔ لہذا مراد بعض احکام نہیں ہیں یہ قید صاحب محصول نے لگائی ہے تاکہ صوم و صلاۃ وغیرہ فقہ سے نکل جائے کیونکہ اگر یہ چیزیں فقہ اصطلاحی سے نہ نکلے تو نماز و روزے کے وجوب کو جاننے والا فقیہ بن جائے گا حالانکہ ایسا نہیں ہے ہم کہتے ہیں ہم آپ کی بات کو تسلیم نہیں

کرتے اور آپ کا یہ قید لگانا فضول ہے کیونکہ احکام سے بعض احکام مراد نہیں ہیں کہ کوئی عالم سوماسائل کو جانتا ہو ان مسائل کا دین سے ہونا معلوم ہو یا نہ ہو جیسے مسائل غریبہ وغیرہ تو ایسے شخص کو فقیہ تو نہیں کیا جائے گا لہذا بعض احکام مراد نہیں ہیں۔

سوال نمبر 65: فقہ اصطلاحی کس چیز کا نام ہے؟

جواب: فقہ اصطلاحی نام ہے تمام احکام شرعیہ کو جاننے کا وہ احکام جن کے بارے میں وحی نازل ہو چکی ہو اور جن پر ادلہ کے ساتھ اجماع ہو چکا ہو استنباط صحیح کے ملکہ کے ساتھ، لہذا کس وقت میں وحی کا نزول ہوا جانا ضروری ہے صحابہ کرام بعض احکام کے نزول کے وقت فقیہ بھی فقیہ تھے اور بعد میں بھی کیونکہ جب تک وحی کا نزول ہی نہیں تو اسے فقیہ کیسے جان سکتا ہے صحابہ کرام تو نزول وحی کے ذریعے جانتے تھے نہ دلائل سے اور ان میں سے فقیہ اسے ہی کہا جاتا جسے استنباط کا ملکہ ہوتا اور فقیہ کے لئے مسائی اجماعیہ کا جاننا ضروری ہے لیکن سرکار ﷺ کے زمانے میں ضروری نہیں تھا کہ اس وقت اجماع نہ تھا اور نہ ہی مسائل قیاسیہ کا جاننا ضروری ہے کیونکہ اس ست دور لازم آئے گا بلکہ اس میں ملکہ صحیح شرط ہے فقیہ ہونے کے لئے۔

اصول فقہ

سوال نمبر 66: اصول فقہ کون کونسے ہیں نیز قیاس کس کی فرع ہے؟

جواب: اصول فقہ چار ہیں:

(1) قرآن (2) حدیث (3) اجماع (4) قیاس

قیاس تینوں کی فرع ہے کہ جب ماتن نے یہ ذکر کیا کہ اصول فقہ وہ ہے جس پر فقہ کی بنیاد رکھی گئی ہو تو ارادہ کیا اس شے کو بیان کرنے کا جس پر فقہ کی بنیاد رکھی گئی ہے تو وہ ادلہ اربعہ ہیں۔

سوال نمبر 67: ادلہ اربعہ میں سے اصل و فرع کون کونسے ہیں؟

جواب: پہلے تین تو اصول مطلق ہیں کیونکہ ان میں سے ہر ایک مثبت حکم ہے اور قیاس حکم کی طرف نسبت کے اعتبار سے اصل ہے اور پہلے تینوں کی طرف نسبت کے اعتبار سے فرع ہے کیونکہ قیاس میں پائی جانے والی علت ان تینوں کے موارد سے ہی مستنبط ہوتی ہے لہذا جو حکم قیاس سے ثابت ہوگا گویا وہ ان ادلہ ثلاثہ سے ہی ثابت ہوا ہے لہذا قیاس مثبت حکم نہیں ہوا بلکہ مظہر حکم ہوا۔

سوال نمبر 68: نظیر القیاس المستنبط من الکتاب مثال دے کر وضاحت فرمائیں؟

جواب: وہ قیاس جو کتاب اللہ سے مستنبط ہو جیسے حالت حیض میں حرمت وطی پر حرمت لواطت کا قیاس اللہ کے اس فرمان سے ثابت ہے: قل ھو اذًی فاعتزلوا النساء فی المحیض یعنی تم فرماؤ وہ ناپاکی ہے پس حالت حیض میں اپنی عورتوں سے جدا رہو، یہاں حرمت کی علت اذی ہے جو کہ لواطت میں بھی پائی جاتی ہے۔

سوال نمبر 69: نظیر القیاس المستنبط من السنۃ مثال دے کر وضاحت فرمائیں؟

جواب: وہ قیاس جس کی علت سنت سے مستنبط ہو اسکی مثال جیسے کلی کے ایک قفیز کی دو قفیزوں کے ساتھ بیع کی حرمت کو قیاس کیا گندم کے ایک قفیز کی دو قفیزوں کے ساتھ بیع کرنے کی حرمت پر جو حرمت سرکار ﷺ کے اس فرمان سے ثابت ہے کہ گندم کی برابر بیع کرو کمی بیشی

سود ہے۔

سوال نمبر 70: نظیر القیاس المستنبط من الاجماع مثال دے کر وضاحت فرمائیں؟

جواب: اجماع سے قیاس کے مستنبط ہونے کی مثال جیسے حرمت مصاہرت میں حلال وطی پر حرام وطی کو قیاس کیا اسی طرح زانیہ کی ماں سے وطی کی حرمت کو وہ لونڈی جس سے وطی کی ہو اس کی ماں سے وطی کی حرمت پر قیاس کیا کہ مقیس علیہ یعنی موطوءہ لونڈی کی ماں سے وطی کی حرمت اجماعا ثابت ہے اس بارے میں کوئی نص وارد نہیں ہوئی اور جو نص وارد ہوئی ہے وہ عورتوں کی ماؤں کے بارے میں ہے وہ بھی بغیر وطی کی شرط کے۔

اصول فقہ کی حد لقبی

سوال نمبر 71: اصول فقہ کی حد لقبی کونسی ہے؟

جواب: ان قواعد کو جاننا جن کے ذریعے فقہ تک پہنچا جا سکے تحقیق کے طریقے پر یعنی قضایا کلیہ کو جاننا جن کے ذریعے فقہ تک توصل قریب کے طور پر پہنچا جا سکے۔

سوال نمبر 72: العلم بالقضایا الکلیۃ التی یتوصل بھا الی الفقہ توصلا قریبا اس تعریف کی قیودات کو بیان فرمائیں؟

جواب: (1) توصل قریبا کے ذریعے مبادیات احتراز کر لیا جیسے عربی اور کلام وغیرہ۔

(2) علی وجہ التحقیق سے علم خلاف اور علم جلد سے احتراز کر لیا اگرچہ علم جدل وخلاف ایسے قواعد پر مشتمل ہوتا ہے جو مسائل فقہ کی طرف لے جاتے ہیں لیکن علی وجہ التحقیق نہیں لے جاتے بلکہ ان سے غرض الزام خصم ہوتا ہے۔

سوال نمبر 73: ماتن قضایا کلیہ سے کیا مراد لیتے ہیں؟

جواب: ماتن قضایا کلیہ سے مسائل فقہ پر دی جانے والی دلیل کے دو مقدموں میں سے ایک مقدمہ کو مراد لیتے ہیں یعنی جب شکل اول کے ذریعے مسائل فقہ پر استدلال کیا جائے گا تو شکل اول کبری بن جائے گی جیسے ہمارا قول ھذا الحکم ثابت کیونکہ یہ ایسا حکم ہے جس کے ثبوت پر قیاس دلالت کرتا ہے اور ہر وہ حکم جس کے ثبوت پر قیاس دلالت کرے وہ ثابت ہوتا ہے۔

اصول فقہ کا موضوع

سوال نمبر 74: اصول فقہ کا موضوع بیان فرمائیں؟

جواب: اصول فقہ کا موضوع ادلہ شرعیہ اور احکام ہیں کیونکہ اس علم میں ادلہ شرعیہ کے عوارض ذاتیہ سے بحث کی جاتی ہے اس حیثیت سے کہ وہ احکام کو ثابت کرنے والے ہیں اور احکام کے عوارض ذاتیہ سے بحث کی جاتی ہے اس حیثیت سے کہ وہ احکام ان دلائل سے ثابت ہونے والے ہیں۔

سوال نمبر 75: فیبحث فیہ عن احوال الادلۃ المذکورۃ وما یتعلق بھا اس عبارت کی جامع مانع وضاحت فرمائیں؟

جواب:(1)فیبحث:اس میں فاءاس علم کی تعریف کے متعلق ہے یعنی جب اصول فقہ کی یہ تعریف ہے تو پھر واجب ہے کہ اس علم میں ادلہ اوراحکام اوران کے متعلقات کے احوال سے بحث کی جائے۔

(2)احوال: یہاں احوال سے مراد عوراض ذاتیہ ہیں۔

(3)ومایتعلق:اس کاادلۃ پر عطف ہورہاہے۔

(4)بھا:اس میں ضمیر ادلہ کی طرف راجع ہےاورومایتعلق سے مراد وہ ادلہ ہیں جن میں آئمہ کااختلاف ہے جیسے استصحاب اوراستحسان امام شافعی ان کو نہیں مانتےاور مقلداور مستفتی کے دلائل اسی طرح اس فن میں ان سے بحث کی جائے گی جوادلہ اربعہ سے متعلق ہواوران کوان میں دخل بھی ہو کہ مثبت حکم ہو جیسے اجتہاد وغیر کے بارے میں بحث۔

سوال نمبر76:ادلہ کے عوارض ذاتیہ کی کتنی اور کون کونسی اقسام ہیں؟

جواب:ادلہ کے عوارض ذاتیہ کی تین اقسام ہیں:

(1)وہ عوارض ذاتیہ جو مبحوث عنھا ہواور وہ ان کااحکام کو ثابت کرنا ہے۔

(2)وہ عوارض ذاتیہ جو مبحوث عنھا تو نہ ہو لیکن ان کو مبحوث عنھا میں دخل ہو جیسے نص کا عام، مشترک یا خبر واحد ہونا وغیرہ۔

(3)وہ عوارض جو نہ مبحوث عنھا ہواور نہ ان کا مبحوث عنھا میں کسی طرح کادخل ہو جیسے نص کا قدیمہ یاحادثہ ہونا وغیرہ۔

سوال نمبر77:ادلہ کے عوارض ذاتیہ قضایا میں کیا کیاواقع ہو سکتے ہیں؟

جواب:(1)پہلی قسم قضایا میں محمول واقع ہوتی ہیں۔

(2)اور قسم ثانی قضایاکے موضوع کے لئے اوصاف وقیود بنتی ہے جیسے الخبر الذی یرویہ واحد یوجب غلبۃالظن بالحکم اور کبھی کبھاران قضایاکا موضوع واقع ہوتی ہے جیسے العام یوجب الحکم قطعااور کبھی کبھار قضایا میں محمول واقع ہوتی ہے جیسے النکرۃ فی موضع النفی عامۃ۔

سوال نمبر78: حکم کے عوارض ذاتیہ کی کتنی اقسام ہیں؟

جواب: حکم کے عوارض ذاتیہ کی بھی تین اقسام ہیں:

(1)وہ عوارض جو مبحوث عنھا ہوں اور وہ حکم کاادلہ کے ذریعے ثابت ہونا ہے۔

(2)وہ عوارض جو مبحوث عنھا تو نہ ہوں لیکن مبحوث عنھا میں دخل ہو جیسے ان عوارض کا بالغ اور بچے کے فعل کے ساتھ متعلق ہونا۔

(3)جو نہ مبحوث عنھا ہواور نہ مبحوث عنھا میں دخل ہو۔

سوال نمبر 79: احکام کے عوارض ذاتیہ قضایا میں کیا کیا واقع ہوتے ہیں؟

جواب: (1) قسم اول قضایا میں محمول واقع ہوتی ہے۔

(2) قسم ثانی قضایا کے موضوع کے لئے وصف وقید بنتی ہے اور کبھی کبھار موضوع اور کبھی کبھار محمول واقع ہوتی ہے جیسے الحکم المتعلق بالعبادۃ یثبت بخبر الواحد، العقوبۃ لا تثبت بالقیاس اور زکوۃ الصبی عبادۃ۔

(3) بہر حال دونوں قسموں عوارض ادلہ واحکام کی تیسری قسم اس علم اور اسکے مسائل سے الگ ہے۔

سوال نمبر 80: ویلحق بہ البحث عما یثبت بھذہ الادلۃ وھو الحکم وعما یتعلق اس عبارت میں یلحق سے کیا مراد ہے؟

جواب: یہاں یلحق سے دو امروں کا احتمال ہے:

(1) اس یہ مراد ہو کہ ادلہ کی مباحث کے بعد حکم کی مباحث کو ذکر کیا جائے اس بناء پر کہ اس علم کا موضوع ادلہ اور احکام ہیں۔

(2) اس علم کا موضوع فقط ادلہ ہیں اور احکام سے اس لئے بحث کی جاتی ہے کہ یہ اس علم کے لواحق ہیں۔

سوال نمبر 81: اگر اصول فقہ سے فقط ادلہ کو جاننا مراد ہو تو احکام بھی اس علم میں داخل ہوں گے یا نہیں؟

جواب: اگر اصول فقہ سے مراد ادلہ کو جاننا ہو تو احکام اور اس کے متعلقات اس علم سے خارج ہو جائے گے اور ایسے مسائل کم ہیں جو اس علم کے مسائل کے توابع یا لواحق ہونے کی بناء پر ذکر کئے جاتے ہوں جیسے منطق کا موضوع تصورات اور تصدیقات ہیں اس حیثیت سے کہ یہ تصور و تصدیق تک لے جانے والے ہیں اور منطق کے بڑے بڑے مسائل پہنچانے والے کے احوال کی طرف راجع ہوتے ہیں اگرچہ ان میں تصور جو موصل الیہ ہے اس کے احوال سے بطریق تبعیت کے بحث کی جاتی ہے۔

سوال نمبر 82: کیا ایک ہی علم کے لئے ایک سے زائد موضوع ہو سکتے ہیں؟

جواب: ایک ہی علم کے دو موضوع ہو سکتے ہیں جیسے طب میں بدن انسانی کے احوال سے بھی بحث کی جاتی ہے اور ادویہ کے احوال سے بھی بحث کی جاتی ہے یہ موقف جمہور کے خلاف ہے ایسا نہیں ہے

یاد رہے مبحوث عنہ میں اگر تو اس کی کسی دوسری شے کی طرف اضافت ہو اور بعض عوارض جن کو مبحوث عنہ میں دخل ہے یہ دو مضافوں میں سے کسی ایک سے ناشی ہوں گے تو ایک علم کے دو موضوع ہو سکتے ہیں اور اگر ناشی نہ ہوں تو ایک علم کے دو موضوع نہیں ہو سکتے اور یہاں جو مثال دی ہے کہ طب کے دو موضوع ہے صحیح نہیں کہ ادویہ میں بحث کی جاتی ہے اس اعتبار سے کہ آیا یہ انسان کے لئے صحیح ہے یا مضر لیکن موضوع ایک ہی ہے وہ بدن انسانی ہے۔

سوال نمبر 83: موضوعات میں حیثیات کا جو ذکر کیا جاتا ہے اس کے کتنے معانی ہوتے ہیں؟

جواب: موضوعات میں بعض اوقات حیثیات کا جو ذکر کیا جاتا ہے اس کے دو معنی ہوتے ہیں:

(1) شے اس خاص حیثیت کے ساتھ موضوع ہو جیسے موجود علم الہی کا موضوع ہے اس میں اس کے عوارض ذاتیہ سے بحث کی جاتی ہے جو اسے لاحق ہوتے موجود ہونے کے اعتبار سے جیسے وحدت و کثرت کے اعتبار سے۔

(2) حیثیت کبھی کبھار اعراض ذاتیہ مبحوث عنھا کے لئے بیان واقع ہوتی ہے کہ ممکن ہے کسی شے کے اعراض ذتیہ مختلف ہوں تو اس علم میں خاص نوع کے بارے میں بحث کی جاتی ہے جیسے علم طب میں بدن انسانی کے صحت منداور مریض ہونے کے اعتبار سے بحث کی جاتی ہے۔

سوال نمبر 84: کیا شے واحد دو علموں کا موضوع ہو سکتی ہے؟

جواب: جمہور کے نزدیک ایک ہی شے دو علموں کا موضوع نہیں بن سکتی جبکہ مصنف کہتے ہیں ایسا نہیں ہے بلکہ ایک ہی شے کے لئے مختلف اعراض ہو سکتی ہیں جیسے اللہ واحد کی کئی صفات ہیں تو شے واحد کئی صفات سے متصف ہے۔

کتاب کی اقسام

سوال نمبر 85: کتاب کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب: کتاب کی دو قسمیں ہیں:

(1) پہلی قسم ادلہ اربعہ کے بارے میں اور اس کے چار ارکان ہیں۔

سوال نمبر 86: پہلا رکن کس بارے میں ہے؟

جواب: پہلا رکن قرآن کے بارے میں ہے۔

سوال نمبر 87: قرآن کی تعریف بیان فرمائیں؟

جواب: قرآن وہ جسے ہم تک مصاحف شریف کے دوگتوں کے مابین تواترا نقل کیا گیا ہو اس تعریف سے تمام کتب اور احادیث قدسیہ اور آحادیث نبویہ وقراءت شاذہ خارج ہو گئی۔

سوال نمبر 88: امام ابن حاجب نے قرآن کی کی گئی تعریف پر کیا اشکال وارد کیا؟

جواب: امام ابن حاجب فرماتے ہیں کہ قرآن کی مذکورہ تعریف سے دور لازم آتا ہے کیونکہ قرآن کی تعریف کی گئی ہے ما نقل فی المصاحف کے ساتھ یعنی جسے مصاحف میں نقل کیا گیا اور اگر کوئی مصحف شریف کے بارے میں پوچھے تو یقینا یہ ہی کہا جائے گا مصحف وہ جس میں قرآن کو لکھا گیا ہے لہذا اس طرح تکرار لازم آرہا ہے۔

سوال نمبر 89: قرآن کی تعریف میں ابن حاجب کے اشکال کا جواب بیان فرمائیں؟

جواب: ماتن کہتے ہیں یہاں کوئی اشکال نہیں کیونکہ مصحف عرف میں معروف ہے اس کی تعریف کرنے کی حاجت نہیں کہ ہمارے ہاں مصحف سے مراد قران لیتے ہیں تو تکرار لازم نہیں آئے گا تکرار تب لازم آئے کہ قرآن کیا ہے. جی وہ جو مصحف میں ہو اور سوال کیا جائے مصحف کیا ہے. جی وہ جس میں قران ہو۔

سوال نمبر 90: قرآن کی تعریف تعریف کی کونسی قسم سے ہے؟

جواب: قرآن کی تعریف تعریف ماہیت نہیں ہے بلکہ یہ تو اس کی تشخیص کرنا ہے اسے بقیہ کتب سے ممتاز کرنا ہے ای کتاب ترید کے جواب میں نہ کہ قرآن کے جواب میں کیونکہ تب تو ممتاز کرنے کی حاجت نہیں ہو گی،

ہمارے علماء فرماتے ہیں کہ ھو ما نقل الینا۔۔۔۔ یہ دو حال سے خالی نہیں:

(1) اگر تو اس سے کتاب کی تعریف کی جائے تو یہ کتاب کی تعریف ماہیت نہیں بلکہ اس کی تشخیص ہے ای کتاب ترید کے جواب میں یعنی کونسی کتاب مراد ہے۔

(2) اور اگر قرآن کی تعریف کی جائے تو یہ قرآن کی تعریف ماہیت نہیں کیونکہ قرآن کا اطلاق دو چیزوں پر ہوتا ہے:

(1) کلام ازلی پر

(2) مقروء پر

کیونکہ لفظ قرآن ان دونوں معنی میں مشترک ہے لہذا یہاں سوال ہو گا کہ دو معنی میں سے کونسا معنی مراد ہے تو جواب میں کہا جائے گا ھو ما نقل الینا۔۔۔۔ یعنی دو معنی کا احتمال تھا تو ما نقل کے ذریعے ایک معنی کی تعیین کر دی وہ ہے مقروء لہذا دور لازم نہیں آئے گا کہ دور تو تب لازم آئے کہ ماہیت قرآن کی تعریف کی جائے کیونکہ ماہیت قرآن کی تعریف مکتوب فی المصحف کے ساتھ کریں تو مصحف کی ماہیت کی معرفت روری ہے اور مصحف کی ماہیت کی تعریف بعض وجوہ سے ممکن نہیں جیسے اشارہ وغیرہ اور مصحف کی ماہیت ماہیت قرآن پر موقوف ہے۔

سوال نمبر 91: کیا قرآن قابل حد ہے؟

جواب: قران قابل حد نہیں یعنی اس کی تعریف نہیں کی جاسکتی اور جو پیچھے اس کی تشخیص بیان کی وہ اس کی تعریف نہیں کیونکہ شخصی کی تعریف نہیں ہوا کرتی کہ حد نام ہے اس قول کا جو کسی ایسی شے کی تعریف کرے جو اجزاء پر مشتمل ہو جبکہ شخصی شخصیات کی معرفت کا فائدہ نہیں دیتی ہاں اس میں اس کے مشخصات کی طرف اشارہ ضروری ہے تاکہ اس معرفت حاصل ہو سکے تو جب قرآن کو حضرت جبریل لائے تو مشخص تھا لہذا یہ حد کو قبول نہیں کرے گا کیونکہ وہ شخصی ہے اور اگر ہم اسے اس مشخص سے تعبیر نہ کریں تو قرآن ہے کلمات مرکب کا چاہے اسے جبریل پڑھے جا زید عمر پڑھے اس صورت میں اس بات کی کہ شخصی کی تعریف نہیں ہوا کرتی دو تاویلیں ہوں گی:

(1) ہم قران کو شخصی نہیں مانتے بلکہ قرآن سے مراد کلمات مرکب لیتے ہیں تو اس صورت میں یہ حد کو قبول نہیں کرے گا جیسے شخصی نہیں کرتا۔

(2) اصطلاحات میں کوئی اعتراض نہیں ہر ایک کی اپنی اصطلاح ہوتی ہے تو ہم شخصی سے مخصوص کلمات مراد لیتے ہیں۔

سوال نمبر 92: علامہ ابن حاجب نے قرآن کی کیا تعریف بیان کی ہے؟

جواب: آپ نے تعریف کی: القران بانه الکلام المنزل للاعجاز بسورة منه یعنی وہ کلام جسے کسی سورت کے ساتھ عاجز کرنے کے لئے

نازل کیا گیا ہو۔ اگر اسے تعریف ماہیت کہہ تو اس تعریف سے بھی تو دور لازم آتا ہے کہ اگر سوال کیا جائے سورت کی تعریف کے بارے میں تو جواب آئے قرآن کا بعض سورت کا نام ہے تو دور لازم آئے گا اور اگر یہ شخصی ہے کہ سورت سے وہ سورت جو عرف میں معروف ہے تو ہم نے بھی تو مصحف میں یہ ہی بات کی تھی لہذا ہم پر بھی کوئی اشکال نہیں۔

کتاب کی ابحاث

سوال نمبر 93: کتاب کی ابحاث کو کتنے بابوں میں بیان کیا گیا؟

جواب: کتاب کی ابحاث کو دو بابوں میں بیان کیا:

(1) پہلا باب لفظ سے معنی کا فائدہ لینے کے بارے میں۔

(2) لفظ سے حکم شرعی کا فائدہ لینے کے بارے میں اس میں امر کے بارے میں بحث کی جائے گی اس حیثیت سے کہ یہ وجوب کو ثابت کرتا ہے اور نہی میں بحث کی جائے گی کہ یہ حرمت کو ثابت کرتی ہے اور حرمت و وجوب حکم شرعی ہیں۔

نوٹ: یاد رہے اصل مقصود حکم شرعی کا فائدہ لینا لیکن چونکہ حکم شرعی موقوف ہے معنی پر تو پہلے لفظ سے معنی کا فائدہ لینے کے متعلق بحث کرنا ضروری ہے تو اس میں خاص وعام مشترک اور حقیقت ومجاز کے بارے میں بحث کی جائے گی۔

سوال نمبر 94: لفظ کی معنی کے اعتبار سے کتنی تقسیمات ہیں؟

جواب: قران ایسا نظم ہے جو معنی پر دلالت کرتا ہے تو لفظ کی معنی کے اعتبار سے چار تقسیمات ہیں۔

سوال نمبر 95: لما القران نظما دالا اس عبارت میں لفظ کی جگہ نظم لانے کی وجہ بیان فرمائیں؟

جواب: سوء ادب سے بچتے ہوئے لفظ کی جگہ لفظ نظم لائے کہ لفظ کا معنی ہے کسی شے کو منہ سے پھینکنا جبکہ نظم کا معنی ہے الفاظ کو موتیوں میں پرونا لہذا لفظ نظم کو اختیار کرنا ادب سمجھا۔

سوال نمبر 96: کیا امام اعظم کے نزدیک نظم نماز میں رکن لازم ہے؟

جواب: امام اعظم کے نزدیک خاص طور پر جواز نماز کے حق میں نظم رکن لازم نہیں بلکہ معنی کا اعتبار ہے لہذا کسی نے اگر نماز میں عربی کے علاوہ میں قراءت کی تو نماز ہو جائے گی لیکن نماز کے علاوہ میں نظم لازم ہے لہذا اگر کسی جنبی وحائضہ نے قرآن کو فارسی میں پڑھا تو یہ جائز ہے نظم نہ ہونے کی وجہ سے یہ قرآن نہیں لیکن امام اعظم نے اپنے اس مؤقف سے رجوع فرمالیا تھا۔

سوال نمبر 97: لفظ کی چار تقسیمات بیان فرمائیں؟

جواب: پہلی تقسیم:

باعتبار وضع کے لفظ کی چار اقسام ہیں:

(1) خاص (2) عام (3) مشترک (4) جمع منکر

دوسری تقسیم:

باعتبار استعمال کے بھی چار اقسام ہیں:

(1)حقیقت(2)مجاز(3)صریح(4)کنایہ

تیسری تقسیم:

باعتبار معنی کے ظہور وخفاء کے

چھوتھی تقسیم:

باعتبار کیفیت دلالت کے ہے۔

سوال نمبر98: تقسیم اول کی وجہ حصر بیان فرمائیں؟

جواب: لفظ یاتوایک معنی کے لئے وضع کیا گیاہو گا یا کثیر معانی کے لئے اگر کثیر معانی کے لئے وضع کیا گیاہو تو مشترک ہو گا پھر کثیر معانی یاتو محصور ہوں گے یا غیر محصور اگر تو محصور ہوں تو عام ورنہ جمع منکر ہو گا اور کثیر معانی اگر محصور ہو یا لفظ ایک معنی کے لئے وضع کیا گیا ہو تو وہ خاص ہو گا۔

سوال نمبر99: اگر مشترک میں بعض معانی کورائے کے ساتھ ترجیح دے دی جائے تو اسے کیا کہا جاتا ہے؟

جواب: اسے مؤول کہا جاتا ہے۔

سوال نمبر100: اسم ظاہر، صفت وجنس کو وجہ حصر کی صورت میں بیان فرمائیں؟

جواب: لفظ کا معنی اگر معین ہو اور اسے مشتق منہ کے لئے وضع کیا گیا تو یہ صفت ہو گا ورنہ اگر اس کا معنی مشخص ہو تو علم ہو گا ورنہ اسم جنس ہو گا اور صفت واسم جنس میں سے ہر ایک سے مراد مسمی بلاقید ہو گا یا قید کے ساتھ اگر قید کے ساتھ ہو تو مقید ورنہ مطلق ہو گا اور اگر اشخاص مراد ہوں تو تمام اشخاص عام ہوں گے یا بعض معین مہود یا منکر ہوں گے تو وہ نکرہ ہو گا۔

سوال نمبر101: معرفہ نکرہ کی تعریف بیان فرمائیں؟

جواب: جسے کسی شے کے لئے وضع کیا گیا ہو نہ کہ معین شے کے لئے سامع کے اطلاق کے وقت تو اسے نکرہ کہتے ہیں،

اور جسے معین شے کے لئے وضع کیا گیا سامع کے اطلاق کے وقت اسے معرفہ کہتے ہیں۔

خاص

سوال نمبر102: خاص کا حکم بیان فرمائیں؟

جواب: خاص اس حیثیت سے کہ وہ خاص ہے جو حکم قطعی کو ثابت کرتا ہے۔

نوٹ: من حیث خاص سے مراد بغیر کسی عوارض وموانع کے خاص ہو جیسے وہ قرینہ جو معنی حقیقی کو مراد لینے سے پھیرنے والا ہو۔

مثال: جیسا کہ ہمارا کہنا کہ زید عالم تو زید خاص ہے اور یہ خاص زید پر علم کے حکم کو ثابت کر رہا ہے اسی طرح لفظ علم بھی خاص ہے جو زید پر امر خاص کو لازم وثابت کر رہا ہے۔

سوال نمبر102: خاص من حیث ھو خاص یوجب الحکم قطعا اس عبارت میں لفظ قطعی کی وضاحت فرمائیں؟

جواب: قطعی کے دو معنی ہیں:

(1)خاص کے لئے بلکل احتمال نہ ہو۔

(2)خاص کے لیے ایسا احتمال ہو جو دلیل سے پیدا ہو۔

یہاں پر اعم معنی مراد ہے یعنی خاص کے لیے دلیل سے پیدا ہونے والا احتمال نہ ہو۔

سوال نمبر 103: ثلاثة قرؤ کس کی مثال ہے توزیح کی روشنی میں وضاحت فرمائیں؟

جواب: یہ خاص کی مثال ہے یہاں لفظ قروء کو طہر پر محمول نہیں کیا جائے گا کیونکہ اگر طہر مرادلیں تو دو حال سے خالی نہ ہو گا وہ طہر جس میں طلاق دی اس کو شمار کیا جائے گا یا نہیں:

(1)اگر شمار کیا جائے تو دو طہر اور بعض طہر عدت ہو گی۔

(2)اگر شمار نہ کیا جائے تو تین طہر اور بعض طہر عدت ہو گی۔

سوال نمبر 104: ثلاثة قرؤ میں قروء سے کیا مراد ہے مع اختلاف ائمہ کے بیان فرمائیں؟

جواب: یاد رہے لفظ القرء مشترک ہے حیض اور طہر کے لئے،

امام اعظم کے نزدیک: القرء سے مراد حیض ہے کہ اگر طہر مراد لیا جائے تو خاص لفظ ثلاثہ کو موجب باطل ہو جائے گا کہ جس طہر میں طلاق ہو گی اگر اسے شمار کریں تو تین ماہ عدت پوری نہیں ہو گی اور اگر اسے شمار نہ کریں تو عدت تین ماہ سے بڑھ جائے گی۔

امام شافعی کے نزدیک: لفظ قروء سے مراد طہر ہے۔

سوال نمبر 105: فان طلقھا فلا تحل له یہ کس کی مثال ہے تفصیلا مع اختلاف ائمہ کے وضاحت فرمائیں؟

جواب: یہ خاص کی مثال ہے اس میں فاء لفظ خاص ہے جو تعقیب مع وصل کے لیے آتا ہے۔

امام اعظم کا مؤقف: عورت کا خلع لینا بھی طلاق ہے اس سے طلاق بائن واقع ہو گی۔

دلیل: اللہ تعالی نے آیت خلع میں خلع کا ذکر دو طلاقوں کے بعد کیا ہے پھر فرمایا کہ اگر زوج عورت کو طلاق دے تو اس کے لئے وہ عورت بغیر حلالہ کے حلال نہیں اور اس سے پہلے خلع کا ذکر کر دیا جس سے مقصود فعل زوج کو پختہ کرنا تھا اور وہ طلاق ہے گویا طلاق کی دو قسمیں بیان فرما دی ایک مال کے ساتھ اور دوسری بغیر مال کے

امام شافعی کا مؤقف: خلع فسخ ہے۔

دلیل: خلع کو طلاق ماننے کی صورت میں چار طلاقیں ہو جائے گی دو طلاقوں کے بعد ایک طلاق خلع اور خلع کے بعد چوتھی طلاق جبکہ طلاقیں تو تین ہیں۔

امام شافعی فرماتے ہیں کہ آیت کریمہ میں فاء کو اول کلام کے ساتھ متصل کرنے میں اور اسے قریب سے جدا کرنے میں فساد ترکیب لازم آئے گا لہذا امام صاحب نے خلع کو فسخ قرار دیا اللہ کے فرمان۔۔۔۔ کو جملہ معترضہ بنا دیا۔

سوال نمبر 106: ان تبتغوا باموالکم یہ آیت کریمہ کس کی مثال ہے مع اختلاف کے وضاحت فرمائیں؟

جواب: یہ آیت کریمہ خاص کی مثال ہے۔

اس میں لفظ باء خاص ہے الصاق کو لازم کرتا ہے لہذا عقد صحیح مال کے ذریعے ہو گا تو مہر واجب ہے نفس عقد کی وجہ سے۔
لہذا اگر کسی عورت نے اپنے آپ کو بغیر مہر کے کسی کے سپرد کر دیا یعنی نکاح کیا یا اس شرط پر نکاح کیا کہ اس کے لیے مہر نہیں ہو گا تو امام اعظم کے نزدیک تو دخول یا موت کی صورت میں مہر مثل لازم ہو گا کہ ابتغاء مال کے ساتھ ضروری ہے اور امام شافعی کے نزدیک: مہر واجب نہیں۔

سوال نمبر 107: قد ما علمنا ما فرضنا اس آیت میں کونسا لفظ خاص ہے؟

جواب: اس آیت میں لفظ ما فرضنا خاص ہے کہ شارع نے مہر کو مقرر کر دیا اب یہ مقرر کرنا زیادتی کو مانع ہو گا یا کمی کو مانع ہو گا رہا مہر میں زیادتی تو یہ بلکل جائز ہے کیونکہ مہر کی اعلی مقدار مہر میں مقرر نہیں لہذا دوسرا یعنی کم سے کم مہر متعین ہو گیا اور یہ ہمیں قیاس واجتہاد سے معلوم ہوا کیونکہ قیاس واجتھاد اس باب میں معتبر ہے تو قیاس کیا اس کو چوری کے نصاب پر وہ ہے دس درھم لہذا مہر میں بھی کم سے کم دس درھم دینا لازم ہے۔

امام شافعی کے نزدیک: ہر وہ شے جو ثمن بننے کی صلاحیت رکھتی ہے وہ مہر بھی بن سکتی ہے۔

سوال نمبر 108: عام کے حکم میں کتنے مذاہب ہیں؟

جواب: عام کے حکم میں تین مذاہب ہیں:

(1) اشاعرہ

عام کا حکم توقف ہے جب تک کوئی دلیل قائم نہ ہو جائے۔

(2) معتزلہ

عام ادنی کو ثابت کریں گا اور وہ جمع میں تین ہے اور اسم جمع میں فرد واحد ہے۔

(3) احناف وشوافع: عام کل میں حکم کو ثابت کرتا ہے۔

سوال نمبر 109: اشاعرہ کے نزدیک عام کا حکم مع دلائل کے بیان فرمائیں؟

جواب: اشاعرہ کے ہاں عام کا حکم: توقف کیا جائے گا جب تک کوئی دلیل قائم نہ ہو جائے۔

عام کے حکم پر دلائل ثلاثہ:

(1) کیونکہ عام مجمل ہوتا ہے اعداد جمع کے مختلف ہونے کی وجہ سے کہ جمع قلت میں تین سے دس تک مراد لینا صحیح ہوتا ہے جبکہ جمع کثرت میں دس سے لانھایہ تک مراد لینا صحیح ہوتا ہے لہذا عمرو کے قول لزید علی افلس سے تین سے دس سکے مراد لینا صحیح ہے کیونکہ اس کا کلام مجمل ہے

(2) عام کو کل اور اجمع کے ساتھ مؤکد کیا جاتا ہے اگر عام سب کو عام ہوتا تو کل اور اجمع لانے کی محتاجی نہ ہوتی۔

(3) کیونکہ جمع کو بول کر فرد واحد بھی مراد لیا جاتا ہے جیسا کہ اللہ کا فرمان: الذین قال لھم الناس ان الناس

یہاں پہلے ناس سے فرد واحد نعیم بن مسعود مراد ہیں جبکہ دوسرے سے اہل مکہ مراد ہیں۔